وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

الحمد للہ کہ این گلدستہ ریاحین جنت مجموعہ نعت خاتم الرسالت محبوب زمن

موسوم بہ

معراجِ سخن

نتیجہ فکر

استاد السلطان نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین امیر مینائی لکھنوی

[illegible]

URDU

حبیبِ پاک کسی کا خطاب کیا ہوگا — وہ لاجواب ہیں اُنکا جواب کیا ہوگا

مرے گناہ کو یاربّ پوچھ رہنے دے — جو بے حساب ہے اُس کا حساب کیا ہوگا

مدارِ کار ہے حُبِّ رسولؐ پر ورنہ — عمل ہزار ہوں اچھے ثواب کیا ہوگا

تمام اُمّتِ عاصی کے جب ہوئے تم حامی — کسی پہ قہر کسی پر عذاب کیا ہوگا

جو آپکے ہے غلاموں میں اے شہِ کونینؐ — لحد میں اُس سے سوال جواب کیا ہوگا

لوائے حمد کے شایاں تمہیں ہو محشر میں — سوا تمہارے کوئی انتخاب کیا ہوگا

ہلال جلوہ نما ہو ہزار گردون پر
تمھارے ناخنِ پا کا جواب کیا ہوگا

بہشت مین تپشِ مہر کا گزر کیون ہو
جہان ہون آپ وہان آفتاب کیا ہوگا

جمالِ پاک کو دیکھینگے برملا دمِ حشر
تہِ نقاب رخِ آفتاب کیا ہوگا

خدا رسول سے غفلت رہی اگر یونہی
تو حال اے دلِ خانہ خراب کیا ہوگا

کلامِ نعت جو سنتا ہے وہ یہ کہتا ہے
کہ اس طرح سخنِ انتخاب کیا ہوگا

جو مستِ نکہتِ زلفِ نبی ہے اسکا دماغ
رہینِ منتِ مشک و گلاب کیا ہوگا

جلیل گوشۂ عزلت مین مشغلہ اپنا
بجز خیالِ رسالت مآب کیا ہوگا

جمے یہ دل مین الٰہی خیال احمد کا
کہ ونخواب مین دیکھون جمال احمد کا

تڑپ رہا ہون اسی آرزو مین برسون سے — خدا دکھائے مزار اب کے سال احمدؐ کا

کیا ہی کسنے اشارے سے چاند دو ٹکڑے — کہو فلک سے کہ دیکھے کمال احمدؐ کا

خدا نے بخشدی اُمت کو نعمتِ دارین — گیا نہ ایک بھی خالی سوال احمدؐ کا

فلک ہے درپئے ایذا خبر نہین اسکی — کہ ہے غلام یہ آشفتہ حال احمدؐ کا

جو لوگ شوقِ زیارت مین جان دیتے ہین — نصیب اُنھین ہے ہمیشہ وصال احمدؐ کا

فراق مین بھی یہ صورت ہے اک تسلّی کی — زبان پہ نام ہو دل مین خیال احمدؐ کا

اُسی کے واسطے محشر مین سرفرازی ہے — زہے نصیب جو ہو پائمال احمدؐ کا

کلیم طور پہ جانیکی کیون کرین تکلیف — کہو کہ دیکھ لین آکر جمال احمدؐ کا

اِدھر اُدھر نہ بھٹکتا پھرون قیامت مین — اُٹھون تو ساتھ ہو یا ذوالجلال احمدؐ کا

خدا وہ روزِ مبارک تجھے دکھائے جلیل

کہ آئے قاصدِ فرخندہ فالِ احمد کا

ہم بھلا تاریکیِ مرقد سے گھبرائینگے کیا — خواجۂ عالم جمال اپنا نہ دکھلائینگے کیا

خنجرِ عصیاں کے چرکے مجکو تڑپائینگے کیا — چارہ سازی سیدِ عالم نہ فرمائینگے کیا

بیخودی عشاق کی پوچھیں تو کہنا اے صبا — آپ آئینگے نہ جبتک آپ مین آئینگے کیا

امتی جلنے لگے کیون آفتابِ حشر مین — دامنِ رحمت کے سائے مین آجائینگے کیا

داغہائے عشقِ احمد کو نہ رکھون دلمین کیون — یہ شرارے پھول جنت کے بنجائینگے کیا

بلبلون مین ذکرِ رخسارِ نبی ہونے لگا — رنگ و بو پر اب چمن کے پھول اترائینگے کیا

ہو فلک سے آمدن بارانِ رحمت کا نزول — تربتِ سلطانِ دین کے پھول کھلجائینگے کیا

اُٹھینگے حشر کے دن جب مستوں کو مگر | صور کے اونچے ترانے ہوش میں لائینگے کیا
تم شفیعِ عاصیاں ٹھہرے تو پھر میرے گناہ | سامنے داور کے مجرم مجکو ٹھہرائینگے کیا
حور کی پلکوں کا شانہ اس جگہ درکار ہے | اور شانے آپکی زلفوں کو سلجھائینگے کیا

ہاتھ خالی حشر میں جانے کا غم کیا اے جلیل
ہم وہاں شاہِ دوعالم کو نہ پا جائینگے کیا

سردارِ دوعالم شہِ ذیشان ہے ہمارا | سلطان ہیں گدا جسکے وہ سلطان ہے ہمارا
درپیش ہے گر مرحلہ حشر تو کیا غم | اللہ کا محبوب نگہبان ہے ہمارا
کیوں جائیں سوئے خلد مدینے سے نکل کر | فردوس سے بڑھکر چمنستان ہے ہمارا
کیا مرتبہ عشقِ محمد نہ پوچھو | ہر داغ جگر مہرِ سلیمان ہمارا

کیون سر جھکے مصحفِ رخسار کے آگے کہتے ہین فرشتے بھی یہ قرآن ہے ہمارا

عالم کا تو قبلہ ہے شہا خانۂ کعبہ تو کعبۂ جان قبلۂ ایمان ہے ہمارا

ہم نرگسِ بیمار کے جس دن سے ہین بیمار جو درد ہے دل مین وہی درمان ہے ہمارا

محشر مین تہی دستیِ امت کا گلہ کیا کیا کم ہے کہ وہ شافعِ عصیان ہے ہمارا

بو کاکلِ مشکین کی صبا لائے خدارا معلوم تجھے حالِ پریشان ہے ہمارا

صحرائے مدینہ کے خارون کا ہی حصہ دامن ہے ہمارا نہ گریبان ہے ہمارا

کیا رنگ جب سیل اشکِ خجالت نے دیا ہے

گلزارِ ارم دامنِ عصیان سے ہمارا

اک موجِ کرم دیدۂ گریان ہے ہمارا سادہ ورقِ نامۂ عصیان ہے ہمارا

تربت میں بھی آزاد ہیں حضرت کی بدولت جنت کا چمن گوشۂ زندان ہے ہمارا

قسمت پہ کیوں خلد ہو نازاں شبِ معراج حوروں کے جلو میں شہِ خوبان ہے ہمارا

صد شکر دیا تاجِ شفاعت جسے حق نے آقا وہ ہمارا ہے وہ سلطان ہے ہمارا

حلقے میں فرشتوں کے عجب شان شہی کی ہالے میں درخشان مہِ تابان ہے ہمارا

رخسارِ نبی ہیں جو نظر میں دمِ گریہ پھولوں سے بھرا دامنِ مژگان ہے ہمارا

دندانِ مبارک کی شہادت ہوئی جب سے ابرِ مژۂ تر گہر افشان ہے ہمارا

پوچھے جو کوئی مجھکو تو ہوتا ہے یہ ارشاد گم گشتہ و وارفتہ و حیران ہے ہمارا

روکا مجھے رضوان نے تو بولے شہِ والا آنے دو اسے تم یہ ثنا خوان ہے ہمارا

ہم جاے قدم سے سرِ زیارت کو چلے ہیں اخلاص و عقیدت سر و سامان ہے ہمارا

اُس تیغِ تبسم نے عجب کام کیا ہے　　جو زخمِ جگر ہے گلِ خندان ہے ہمارا

فریادِ جرس یہ نہین اے قافلے والو　　دل فرقتِ محبوب مین نالان ہے ہمارا

تلّے پہ ہین جب آپ تو پھر خواجۂ عالم　　سب حشر مین دیکھینگے کہ میدان ہے ہمارا

جان اپنی جمیل اُس گلِ رخسار پہ قربان

جس سے تر و تازہ چمن جان ہے ہمارا

دل تشنۂ دیدار ہے محبوبِ خدا کا　　اِک عالم بیمار ہے محبوبِ خدا کا

کیا حسن کی ہے جنسِ علی گرمیِ بازار　　یوسف بھی خریدار ہے محبوبِ خدا کا

بو جسکی فرشتون کے دماغون مین بسی ہے　　وہ گیسوئے خمدار ہے محبوبِ خدا کا

ہم صورتِ حق دیکھتے ہین جسمین وہ لاریب　　آئینۂ رخسار ہے محبوبِ خدا کا

سیرابِ ازل جس سے ہوئے خضرؑ و مسیحاؑ — وہ چشمۂ دیدار ہے محبوبِ خداؐ کا

جو بات ہے طیبہ مین کہان خلدِ برین مین — کچھ اور ہی گلزار ہے محبوبِ خداؐ کا

ممکن نہین خورشیدِ فلک آنکھ ملائے — روضہ وہ ضیابار ہے محبوبِ خداؐ کا

وہ روحِ امینؑ جسکا ملائک مین ہے شہرہ — اِک غاشیہ بردار ہے محبوبِ خداؐ کا

پڑھ لیتے ہین قسمت کا لکھا اسکی ضیا مین — وہ روئے پُر انوار ہے محبوبِ خداؐ کا

عشاق جسے قبلۂ جان کہتے ہین اپنا — وہ ابروئے خمدار ہے محبوبِ خداؐ کا

جھکتے ہین سرِ افلاک ستونون کے بھی سجا — کس شان کا دربار ہے محبوبِ خداؐ کا

آئے ہین مجھے دیکھنے کس شوق سے عیسیٰؑ — سنکر کہ یہ بیمار ہے محبوبِ خداؐ کا

کیون جائے سوئے طور وہ اے حضرت موسیٰؑ — جو طالبِ دیدار ہے محبوبِ خداؐ کا

تربت میں نکیرین نہ چھیڑیں کہ یہ عاصی　　دیوانہ و سرشار ہے محبوب خدا کا

ہر ذرہ مدینے کا جلیل اپنی نظر میں
آئینہ اسرار ہے محبوب خدا کا

افلاک پہ بھی نام ہے محبوب خدا کا　　چرچا سحر و شام ہے محبوب خدا کا

عاقل وہی، کامل وہی، ہشیار وہی ہے　　جو مست مئے جام ہے محبوب خدا کا

امت کو لئے سائے میں اپنے دم محشر　　گیسوئے سیہ فام ہے محبوب خدا کا

کہتی ہے جسے خلق کلید در فردوس　　وہ نام خدا نام ہے محبوب خدا کا

شیدائی و سودائی و وارفتہ و حیران　　میرا دل ناکام ہے محبوب خدا کا

احمدیہ میں قربان محمد پہ تصدق　　محبوب ہر اک نام ہے محبوب خدا کا

نبیوں سے ہوا ذکرِ شفاعت جو دمِ حشر
سب بولے کہ یہ کام ہے محبوبِ خدا کا

فردوس کو دیکھو۔ فلک و عرش کو دیکھو
یہ گھر۔ وہ دَر و بام ہے محبوبِ خدا کا

دیندار ہو کوئی کہ خطا کار ہو سب پر
یکساں کرم عام ہے محبوبِ خدا کا

کیوں امّتِ مرحومہ نہ مقبولِ خدا ہو
یہ مذہبِ اسلام ہے محبوبِ خدا کا

جس پھول کی خوشبو سے معطّر ہیں دو عالم
وہ عارضِ گلفام ہے محبوبِ خدا کا

محبوبِ خدا آپ ہیں یوں اس سے سمجھ لو
کیا حسنِ دل آرام ہے محبوبِ خدا کا

احمدؐ جو کہا منہ سے شفا پا گئے بیمار
کیا روح فزا نام ہے محبوبِ خدا کا

وہ کام کر جس سے ملیں حشر میں ہم تم
امّت کو یہ پیغام ہے محبوبِ خدا کا

کہتا ہے جلیلؔ آج جسے سارا زمانہ
اک بندۂ بیدام ہے محبوبِ خدا کا

شکر کس منھ سے ادا ہو اس خدائے پاک کا — اُمّتی جس نے کیا مجکو شہِ لولاک کا

کوئی مسجودِ ملائک ہے کوئی سیّاحِ عرش — مرتبہ پوچھو فلک والوں سے مُشتِ خاک کا

بامِ قصرِ مصطفٰے تک اُڑ کے پہنچے کیا مجال — اس جگہ ہے قطع شہپر طائرِ ادراک کا

جی میں ہے نذرِ رخ و گیسوے احمدؐ کیجیے — چشمِ تر کا آئینہ شانہ دلِ صد چاک کا

زہرِ عصیاں سے جو ہیں مسموم اُنکے واسطے — کام کرجاتا ہے نامِ مصطفٰے تریاک کا

بہرِ تسکین شاہِ دیں کو دمبدم کرتا ہوں یاد — خود میں کرتا ہوں علاج اپنے دلِ غمناک کا

لکھ رہا ہی خامہ حضرتؐ کی سواری کی صفت جو — ہر کشش ہی اک ترارہ توسنِ چالاک کا

گنبدِ خضرا کی رفعت نے یہ عقدہ حل کیا — سر خجالت سے جھکا رہتا ہی کیوں افلاک کا

چشمِ رحمت نے کیا ہے سر گناہوں کا حال — حشر ہوتا ہے تجلی سے خس و خاشاک کا

ہو گئے جامے سے باہر فرطِ شادی سے اویسؓ ‏ پا کے خلعت آپ کی تری ہوئی پوشاک کا

دمبدم آتی ہی اس در سے مدینے کی ہوا ‏ بخیہ گر اچھا نہیں سینا جگر کے چاک کا

ہم گدایانِ محمدؐ کی نظر میں اے جلیل

مسندِ شاہی ہے اس کوچے میں بستر خاک کا

ردیف الِ مہملہ

موسٰی سے کہو دیکھ لیں رخسارِ محمدؐ ‏ اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

اس درجہ بڑھی گرمیِ بازارِ محمدؐ ‏ اللہ ہوا آپ خریدارِ محمدؐ

سوتے سے جگا دے مری قسمت کو الٰہی ‏ سوتے میں دکھا دے مجھے دیدارِ محمدؐ

قسمت دلِ صدچاک کی دم بھر میں سلجھ جائے ‏ الجھیں جو کہیں گیسوِ خمدارِ محمدؐ

جنّت کو کہیں ڈھونڈنے جانا تو نہیں ہے — دیکھو نہ وہ کیا ہے پسِ دیوارِ محمدؐ

ملتی ہے سزا کے عوض آسائشِ کونین — صد شکر کہ ہوں بھی تو گنہگارِ محمدؐ

کہہ دو کہ بلائیں نہ مجھے خلد میں حوریں — اچھا ہوں تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ

گذرے جو سرِ شام اُدھر عاشقِ گیسو — لینے کو بڑھا سایۂ دیوارِ محمدؐ

پی جائے اگر چشمۂ کوثر بھی وہ سارا — سیراب نہ ہو تشنۂ دیدارِ محمدؐ

یہ منھ نہیں یارب جو کہوں در پہ جگہ دے — ہو جائے ٹھکانا پسِ دیوارِ محمدؐ

لطفِ شبِ معراج بڑھانے کیلئے ہیں — وہ لٹکے ہوئے گیسوئے خمدارِ محمدؐ

قبلے کی نہیں سمت جو معلوم تو کیا غم
ہیں یاد جبیں ابروئے خمدارِ محمدؐ

ردیفِ نون

جنھین سب سیدِ مکی مدنی کہتے ہین   اُنسے ہم حضرتِ موسیٰ ارنی کہتے ہین

تیرِ مژگان سے کیا طائرِ سدرہ کو شکار   اللہ اللہ اسے ناوک فگنی کہتے ہین

جان دیتے ہین جو بے دیکھے شہِ بطحا پر   آفرین اُنکو اویسِ قرنی کہتے ہین

عرشِ اعظم کو ہلا دیتے ہین عشاقِ رسول   یا محمد جو دمِ نعرہ زنی کہتے ہین

اور تو جائین مدینے کو رہین ہم محروم   دیکھ اے چرخ اسے دل شکنی کہتے ہین

ہند مین تن ہے مرا جان مری طیبہ مین   اِسکو عشاق غریب الوطنی کہتے ہین

ہو نظر لطف کی بہر شہِ جیلان مجھ پر   جنکو سب لوگ حسینی حسنی کہتے ہین

چار یار آپکے حامی مرے ہو جائین جنھین   عمر و حیدر و صدیق و غنی کہتے ہین

کیا کہوں کون ہیں جنکے لئے دیوانہ ہوں   سب اُنھیں سیدِ مکّی مدنی کہتے ہیں

نعتِ احمدؐ میں چمن خوب کھلایا ہے جلیل

بارک اللہ اسے رنگین سخنی کہتے ہیں

اِس طرف گلشنِ طیبہ سے ہوائیں آئیں   اُس طرف جھوم کے رحمت کی گھٹائیں آئیں

راہ لی میں نے جو طیبہ کی نکلکر گھر سے   بارک اللہ کی گردوں سے ندائیں آئیں

دیکھکر گنبدِ خضرا جو مجھے غش آیا   حوریں فردوس سے لینے کو بلائیں آئیں

عشقِ احمدؐ میں مصیبت کو بھی رحمت سمجھا   ٹپ ہے لیں میں نے فلک سے جو بلائیں آئیں

اے تہے قربِ سرِ عرش جو حضرت پہونچے   اُدن مِنّی کی لگاتار صدائیں آئیں

کسکا دیوانہ ہوں یا رب کہ بنام جاوری   خاک کی چاک گریباں سے ہوائیں آئیں

اے نسیمِ چمنِ کوے رسولِ عربی
سچ بتا تجھکو کہاں سے یہ ادائیں آئیں

زلفِ مشکیں کا جو تھا دھیان دمِ فکرِ سخن
میرے ہر شعر میں پر بونکی ادائیں آئیں

اُس مسیحا کا جو بیمار ہوا اُسکے لئے
غیب سے دردِ محبت کی دوائیں آئیں

مشکلیں اُڑ گئیں گم ہو گئیں معدوم ہوئیں
سامنے عفو کے جب میری خطائیں آئیں

ہجر میں شاہِ رسل کے جو ہوا میں گریاں
موتی برساتی ہوئی مجھپہ گھٹائیں آئیں

نامِ احمد جو لیا وقتِ مناجاتِ جلیل
ہوگئے مقبول مرے لب پہ دعائیں آئیں

ردیفِ واو

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھیں تو ہو
حسنِ ازل ہے آئنہ جلوہ نما تمھیں تو ہو

شانِ جمالِ کبریا تاجِ وقارِ انبیا — کہتے ہین جنکو مصطفٰے صلِّ علیٰ تمھین تو ہو

روح روان سے تم سوا حورِ جنان سے تم سوا — دونون جہان سے تم سوا بعدِ خدا تمھین تو ہو

تم ہو خدا کو دیکھتے خلق ہے تمکو دیکھتی — قبلۂ جان تمھین تو ہو قبلہ نما تمھین تو ہو

آتشِ عشق سے ہے تم مشتعل سوزِ درون متصل — کس سے کہون مین حالِ دل دل کی دوا تمھین تو ہو

غم سے تپان ہمین تو ہین سوختہ جان ہمین تو ہین — تشنہ دہان ہمین تو ہین آبِ بقا تمھین تو ہو

احمدِ پاک جب کہا دل کو قرار آگیا — نام مین جسکے ہے شفا نامِ خدا تمھین تو ہو

دی جو خدا سے آگہی مٹ گئی سبکی گمرہی — خضر بھی کہتے ہین یہی راہنما تمھین تو ہو

منھ سے کچھ اتنا بولدو [illegible] لبون سے کھولدو — عقدہ مرا ابھی کھولدو عقدہ کشا تمھین تو ہو

دونون جہان مین رات دن [illegible] [illegible] روشنی — پردے مین حسنِ لامکان کے جلوہ نما تمھین تو ہو

دستِ کرم ہے خلق پر لطفِ خدا پہ ہے نظر　　سب مین ملے تمھین تو ہو سب سے جدا تمھین تو ہو

حشر مین ایک شور اُٹھا جب یہ جلیل نے کہا

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھین تو ہو

ہے یہ امید رسولِ دوسرا سے مجھ کو　　بخشوا لینگے قیامت مین خدا سے مجھ کو

یادِ گیسو سے بہل جائیگا دل تربت مین　　چھوڑے جاتے ہین اندھیرے مین بلا سے مجھ کو

ہجر سے جان نکلنے مین کیا باقی تھا　　آپ نے آکے چھڑایا ہے قضا سے مجھ کو

لے اُڑے ہند سے طیبہ کو مجھے مثلِ غبار　　ہے یہ امید مدینے کی ہوا سے مجھ کو

جانتے ہین کہ یہ ہے میری محبت کا فقیر　　دیکھتے جاتے ہین شاہانہ ادا سے مجھ کو

ادہری جلوہ سمایا ہے مری آنکھون مین　　کیون بلاتے ہین حسین نازو ادا سے مجھ کو

مین بھی اک طالبِ دیدار ہون موسیٰ کیطرح | ہان لٹا دو نگہِ ہوش ربا سے مجھ کو

چھاگلین لیکے چھالونکی مین کانٹون کیلیے | کہ زبان خشک دکھاتے ہین یہ پیاسے مجھ کو

آپ ہی کہدین مرا حال خدا کے آگے | بات کرنیکی نہین تاب حیا سے مجھ کو

اس ہواخواہ کو سرکار بلائین تو سہی | پائینگے چار قدم آگے ہوا سے مجھ کو

التجا دلکی یہ ہے مین ہون تمھارا مجرم | باندھ لو پھر خدا زلفِ دوتا سے مجھ کو

تابشِ مہرِ قیامت سے بچائیگا مجھے | ہے یقین آپ کے دامانِ قبا سے مجھ کو

نعت گوئی مین مری کیون نہو تاثیر جلیل

فیض ہے آپ امیر الشعرا سے مجھ کو

آنکھ اُس شہِ خوبان کی لگا لیگئی دلکو — اک شوخ پری تھی کہ اُڑا لیگئی دل کو

نامہ جو لکھا مین نے کہ لیجائے مدینے — نامے کی جگہ بادِ صبا لیگئی دل کو

جس کاکلِ مشکین سے ہے وابستہ دو عالم — وہ کاکلِ محبوبِ خدا لے گئی دل کو

ہے جان کو یہ شک کہ مین رہگئی پیچھے — اُن کی نگہِ ہوش رُبا لیگئی دل کو

ڈھونڈون اُسے جنت مین کہ سدرہ مین الٰہی — کس سمت مدینے کی ہوا لیگئی دل کو

شاہون کیلیے فخر ہے جس شہ کی غلامی — اُس شاہ کی شاہانہ ادا لیگئی دل کو

روضے پہ نیا پھول چڑھانا تھا جو منظور — طیبہ کی ہوا آکے اُڑا لیگئی دل کو

اے کاش کرے پیشکشِ سرورِ عالم — وہ زلف جو مٹھی مین دبا لیگئی دل کو

اشکون مین بنا دل کا کہان اے غمِ ہجران — اک سیل روان تھی کہ بہا لیگئی دل کو

حوروں نے جلیل آپ کو دیکھا تو یہ بولیں

وہ آنکھ وہ چتون وہ حیا لیگئی دل کو

ردیف ہائے ہوز

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اللہ اللہ دل تو کیا جان بھی قربان ہے اللہ اللہ

دیکھیے دیکھیے ماہِ مدنی کا جلوہ شان کے ساتھ عجب آن ہے اللہ اللہ

فرش سے عرش تک اک نور کا عالم دیکھا وصلِ محبوب کا سامان ہے اللہ اللہ

آج کیا ذکر فرشتوں کا کہ اللہ کو بھی دیکھنے کا ترے ارمان ہے اللہ اللہ

دونوں عالم میں بچھا خوانِ کرم ہے جسکا آج وہ عرش پہ مہمان ہے اللہ اللہ

فرق پر جسکے ہوا تاجِ شفاعت موزون دیکھنا یہ وہی سلطان ہے اللہ اللہ

جسپہ جن و ملک حور و پری صدقے ہیں مصطفٰے نام و انسان ہے اللہ اللہ

دیکھکر حسن ترا آنکھ ہر اک اختر کی صورت آئنہ حیران ہے اللہ اللہ

جلوۂ پاک کبھی خواب میں دیکھا تھا جلیل

جب سے لب پر مرے ہر آن ہے اللہ اللہ

ردیف یائے تحتانی

ہم اپنا آپکا پاتے تو آتے اپنی آنکھوں سے گھر شکوں کے وضے پر چڑھاتے اپنی آنکھوں سے

زیارت کی تمنا میں خیال رنج و راحت کیا کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

نظر آتا کوئی تنکا اگر یثرب کی گلیوں میں اٹھاتے اپنی پلکوں سے لگاتے اپنی آنکھوں سے

جلا کر شمع ساں دل کو مزہ لیتے محبت کا کھڑے روضے پہ ہم آنسو بہاتے اپنی آنکھوں سے

درودیوار کے انوار نظر دنمیں سما جلتے — وہ نقشہ اپنے دل پر کھینچ لاتے اپنی آنکھوں سے

خدا کرتا کبھی حضرت سے آنکھیں چار ہو جاتیں — ہم اپنا دردِ دل سب کہہ سناتے اپنی آنکھوں سے

کہاں تھیں ایسی آنکھیں جنکا سر خاکِ در ہوتی — تبرک جان کر اسکو لگاتے اپنی آنکھوں سے

یہ سنتے ہیں کہ آنسو موتیوں میں تولے جائینگے — مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

تصور گر اٹھاتا بھی تو رو کر پھر جما لیتے — ہم اپنے پیارے روٹھے کو مناتے اپنی آنکھوں سے

سنا ہے خاک پر جب لوٹ جاتا گوشۂ دامن — فرشتے دوڑ کر اسکو اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

وہ آتے خواب میں تو پتلیاں قدموں سے مل لیتے — ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

بلا سے ہوش جاتے دیکھ تو لیتی نگہ اُن کی — ہمیں وہ کاش دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں سے

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمارِ محبت کو — نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

جلیل اشکِ ندامت جوش پر آتے تو کیا کہنا

ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھوں سے

ہائے پھر آج مدینے کی فضا یاد آئی　　حالت ایسی ہوئی دل کی کہ قضا یاد آئی

خلد کو دیکھ کے دل ٹوٹ گیا سینے مین　　وہ تجلی گہہِ محبوبِ خدا یاد آئی

سن کے بیمار دیا مژدۂ دیدار مجھے　　دردِ دل کی مرے عیسیٰ کو دوا یاد آئی

بھول بیٹھا مین دو عالم کو ہوا یہ عالم　　جب تمھاری نگہِ ہوش ربا یاد آئی

ہچکیاں نزع مین یارب مجھے کیوں آنے لگیں　　میرے سرکار کو اس دم مری کیا یاد آئی

نفسِ سرد کے جھونکے جو غمِ شہ مین چلے　　ٹھنڈی ٹھنڈی وہ مدینے کی ہوا یاد آئی

جان لیتی تھی درازی شبِ تنہائی کی　　رات کیا کیا مجھے وہ زلفِ دوتا یاد آئی

ایسے بھولے کہ بلایا نہ ابھی تک مجھکو — ہائے اُن کو مری حالت نہ ذرا یاد آئی

پھر بہار آئی ہوئے زخم مرے دل کے ہرے — پھر مجھے گنبدِ خضرا کی فضا یاد آئی

پھر وہ ماہِ مدنی پھرنے لگا آنکھوں میں — پھر وہ انداز وہ چتون وہ ادا یاد آئی

پھر ہوا حسرت و ارمان و تمنا کا ہجوم — پھر وہ بھولی ہوئی بزمِ رفقا یاد آئی

آنکھ بھر آئی جہاں سامنے پانی آیا — پیاس میں حالتِ شاہِ شہدا یاد آئی

کیوں تڑپنے لگے آوازِ اذاں سُنکے جلیل
کونسی بات تمھیں مردِ خدا یاد آئی

مے عشق محمدؐ کی مرے دل میں بھری ہے — اتری ہوئی اِس شیشۂ نازک میں پری ہے

میں یادِ رخسار کی آہیں نہیں کرتا — ڈالی لئے پھولوں کی نسیمِ سحری ہے

پیری میں بھی ہے دل کی تمنا وہی باقی — ٹوٹی ہوئی ہے شاخ مگر اب بھی ہری ہے

کیا حسرتِ دیدار کہوں عیسیِٔ دوراں — آنکھوں میں دم اٹکا ہے دمِ چارہ گری ہے

معراج مین تھی جو دمِ دیدارِ الٰہی — ابتک وہی مستی تری آنکھون مین بھری ہے

دُنیا کی نہ خواہش ہے نہ عقبیٰ کی تمنا — وہ اور ترا ہے جو مرے سر مین بھری ہے

سختی ہی بہت ہجر مین بیخود مجھے کر دے — اب وقت خبر لینے کا اے بیخبری ہے

نام آپکا لے لیکے جو کرتا ہون مین نالے — عالم کو تماشا تری شوریدہ سری ہے

کیا ہوش ربا ہی ترے روضے کا نظارہ — بے پردہ در پردہ وہی جلوہ گری ہے

قربان ہوئی جاتی ہے احمدؐ پہ خدائی — اے حسنِ ازل اب یہ تری جلوہ گری ہے

کہتے ہین شہؐ دین کہ خبر لون تری کیونکر

تجھکو تو جلیل آٹھ پہر بے خبری ہے

سوزِ دل کی مجھے ملجائے دوا تھوڑی سی — یا نبیؐ بھیجئے دامن کی ہوا تھوڑی سی

حال ستون کا ترے دیکھ کے رونا آتا ہے — اسطرف بھی نگہ ہو شہربا تھوڑی سی

کیوں کوئی دولتِ دارین خدا سے مانگے — دل میں ہو الفتِ محبوبِ خدا تھوڑی سی

جان بلب ہو کے چلا ہوں میں زیارت کیلئے — دے مری عمر کو اللہ وفا تھوڑی سی

جان سے بڑھکے مجھے داغِ محبت ہے عزیز — کاش اس پھول میں ہو بوئے وفا تھوڑی سی

بوئے محبوب جو پاؤں تو میں جی جاؤں ابھی — تو ہی تکلیف کر اے بادِ صبا تھوڑی سی

لوٹنے کی قدمِ پاک پہ حسرت ہی رہی — دو اجازت مجھے اے بہرِ خدا تھوڑی سی

دربدر پھر کے میں آیا ہوں درِ اقدس پہ — بیٹھ رہنے کو مجھے چاہیے جا تھوڑی سی

مانگتا ہے کوئی دنیا کوئی عقبےٰ تم سے — عرض میری بھی ہے شاہِ دوسرا تھوڑی سی

زائرو جلوہ گہِ پاک ہے مقبول جگہ — مانگ لینا مرے حق میں بھی دعا تھوڑی سی

مین تجھین دیکھکے تڑپا جو بھری محفل مین ہو خطا دلکی سوا میری خطا تھوڑی سی

پاکے مین ساقیِ کوثر کو یہ کرتا ہون سوال اے عطا پاش ادھر بھی ہو عطا تھوڑی سی

حضرت آئے ہین دمِ نزع زیارت کر لون کاش اسدم مجھے مہلت دے قضا تھوڑی سی

مجکو آئینہ خاطر کی جلا کرنا ہے یا نبی چاہیے خاکِ کفِ پا تھوڑی سی

لے لیا ہمنے صلے مین چمنِ خلد جلیل

کرکے موزون شہِ والا کی ثنا تھوڑی سی

مجھے دردِ دلکی دوا چاہیے غبارِ رہِ مصطفیٰ چاہیے

مدینے تک آئے ہین مر مرکے ہم پئے قبر تھوڑی سی جا چاہیے

یہ کہتی ہین آنکھین کہ دیدار کو جمالِ حبیبِ خدا چاہیے

محبت نے جو کچھ کیا دل کے ساتھ | مزے کا ہے قصہ سنا چاہیے
جسے چاہتے تھے اُسے پا گئے | اب اسکے سوا اور کیا چاہیے
مدینے پہونچنا ہے دشوار کیا | دلِ زار فضلِ خدا چاہیے
سفر مین تو جب ہے ساتھ ساتھ | کہ ہون نا بلد رہنما چاہیے
یہ پیکِ تصور سلامت رہے | نہ قاصد نہ بادِ صبا چاہیے
صبا کیا کھلائیگی دل کی کلی | تمھاری گلی کی ہوا چاہیے
طبیبون سے مین کیا کہون دردِ دل | مجھے کوئی درد آشنا چاہیے
ہوس نعمتِ دو جہان کی نہین | مجھے خواجۂ دوسرا چاہیے
مزے سے کوئی درد خالی نہین | مگر اپنے دل مین مزا چاہیے

یہ کہتی ہے پابوس کی آرزو — کہ دل میں ترا نقشِ پا چاہیے

بلا لینگے حضرت تمہیں بھی جلیل

مگر صدقِ دل سے دعا چاہیے

خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفٰے — ڈھونڈتی ہیں تمکو آنکھوں میں نظر یا مصطفٰے

مسکرا کر دیکھ لو گر اک نظر یا مصطفٰے — پھول بن جائیں مرے زخمِ جگر یا مصطفٰے

دردمندِ دل پہ ہو کچھ ایسی نظر یا مصطفٰے — درد خود ہو جائے اپنا چارہ گر یا مصطفٰے

نام لیوا آپکا ہوں اور کچھ آتا نہیں — رات دن یا مصطفٰے شام و سحر یا مصطفٰے

گر نگاہِ خلق سے پردہ تمہیں منظور ہے — میری آنکھوں میں رہو مثلِ نظر یا مصطفٰے

ہو نمک افشاں کسی دن آپکا حسنِ ملیح — چاہتا ہوں لذتِ زخمِ جگر یا مصطفٰے

اک خلوت گاہ ہے اور اک تجلی گاہ ہے
دیدہ و دل آپ کے دونوں ہیں گھر یا مصطفیٰ

چشم تر لیکر چلے ہیں ہم زیارت کیلئے
اس سے چھڑکیں گے تمھاری رہگزر یا مصطفیٰ

آپکی فرقت میں دو ٹکڑے دلِ پُر داغ ہے
یہ نیا روشن ہوا شقّ القمر یا مصطفیٰ

اک ذرا گوشِ توجہ اپنے بسمل کیطرف
کہہ رہے ہیں کچھ لبِ زخمِ جگر یا مصطفیٰ

زندگی اپنی جو یوں گذرے تو پھر کیا بات ہے
ہم تو ہوں بیمار تم ہو چارہ گر یا مصطفیٰ

شوق میں ہم یاد کرتے ہیں تمھیں کس طرح
یا نبیؐ یا شاہ یا خیر البشرؐ یا مصطفیٰ

اور ہے وہ کون جو سردار جنت کا بنے
آپ ہیں یا آپکے نورِ نظر یا مصطفیٰ

ڈھونڈ لینا تمکو محشر میں کچھ مشکل نہیں
تم جدھر ہوگے خدا ہوگا اُدھر یا مصطفیٰ

کون ہے جو آپکے جلوے کا دیوانہ نہیں
رات دن چکّر میں ہیں شمس و قمر یا مصطفیٰ

اور تو کوئی نہیں ہے میرے رونیکا علاج — پائے اقدس سے ملوں میں چشمِ تر یا مصطفیٰ

خواب میں دیکھا ہی جب سے بڑھ گیا ہے شوقِ دید — نکلی پڑتی ہے آنکھوں سے نظر یا مصطفیٰ

میرے دل میں پھر رہے آنیکو تصور آپکا — پھر اٹھا تعظیم کو دردِ جگر یا مصطفیٰ

گھر گئی کیا زیرِ لب تیغِ تبسم آپ کی — مسکرائے کیوں مرے زخمِ جگر یا مصطفیٰ

دردِ دل کا کوئی کیوں پوچھے مسیحا سے علاج — وہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہو چارہ گر یا مصطفیٰ

اس جلیلِ خستہ جان کا خاتمہ بالخیر ہو

دم نکلجائے تمہارے نام پر یا مصطفیٰ

الٰہی عشق دے اسکا مدینے کا جو سلطان ہے — محمد نام ہے تاجِ رسل ہے شاہِ خوبان ہے

محمد قبلۂ ہر دو جہان ہے کعبۂ جان ہے — انہیں یکسان ہے چارہ سازِ دردمندان ہے

زہے تقدیر اُمّت کی کہ وہ پیارا نبیؐ پایا — یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے

حوادث لاکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شیدا کو — نبیؐ کا جو فدائی ہے خدا اسکا نگہبان ہے

عجب تاثیر ہے صلِّ علےٰ نامِ محمدؐ میں — غذا ہے روحِ انسان ہے دوا ہے دردِ عصیان ہے

خیالِ مصطفیٰؐ کو لیکے میں جاتا ہوں محشر میں — نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا سامان ہے

سواری دیکھکر شہؐ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی — یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزدان ہے

مرا کیا منھ ہے جو دعویٰ کروں اُنکی محبت کا — خدا جسکا ثنا خوان ہے خدائی جسپہ قربان ہے

وہ خاصانِ خدا جنکو ملا رتبہ رسالت کا — سب اخوانِ محمدؐ ہیں محمدؐ فخرِ اخوان ہے

زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو — مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آسان سے آسان ہے

بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھارے پیروی کرکے — کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایمان ہے

بحقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخشدے اس کو

جلیلِ خستہ یارب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

تمھارے ہاتھ میں شیشہ ہے مے ہے جام بھی ہے
مری ہے عرض کہ حاضر یہ تشنہ کام بھی ہے

دولے درد کی یارب کمی نہیں مجھ کو
ترا کلام بھی ہے مصطفےٰ کا نام بھی ہے

پکارتے ہیں ملک میری نعت گوئی پر
کہ نور کی ہے زباں نور کا کلام بھی ہے

رسول سب ہیں مگر ہیں یہ وہ جن کا شیدائی
رسولؐ بھی ہے رسول ان کا وہ امام بھی ہے

ہلالِ عید ہے کعبہ ہے ابروئے خمدار
عدو جو آئے تو شمشیر بے نیام بھی ہے

بہت سے پھول ہیں دامن میں نذرِ تربت کو
درود بھی ہے عقیدت بھی ہے سلام بھی ہے

ہر اک صفت کی ہے تکمیل عہدِ طفلی سے
خدا کی شان مہِ نو مہِ تمام بھی ہے

بیاضِ دیدۂ قدسی ہے صبح طیبہ کی — تو چشمِ حور کی پتلی یہاں کی شام بھی ہے

مزارِ پاک کے پروانے کچھ بشر ہی نہیں — کہ صبح و شام فرشتوں کا ازدحام بھی ہے

یہ ہے کمالِ معیت کہ فرش سے تا عرش — خدا کا نام جہاں ہے نبیؐ کا نام بھی ہے

جلیلؔ سے شہِ کونینؐ خوب واقف ہیں

کہ امتی بھی ہے شیدا بھی ہے غلام بھی ہے

مشامِ جان میں جو پہونچی ہے بو مدینے کی — تو رنگ لائی ہے کیا آرزو مدینے کی

شمیمِ نافۂ زلفِ نبیؐ کی شرکت سے — دلوں کو وجد میں لاتی ہے بو مدینے کا

ہزار بار مدینے کا میں نظارہ کروں — نجائے دل سے مگر آرزو مدینے کی

جو راہ میں کسی بیمار کو غش آتا ہے — تو آکے ہوش میں لاتی ہے بو مدینے

ہوسِ بہشت کی طالب کے کرتے کیا ہوگی
کہ خود بہشت کو ہے آرزو مدینے کی

خدا رسولؐ کی اُلفت کا مقتضیٰ یہ ہے
طلب حرم کی ہے جستجو مدینے کی

بہت سُنا چکے افسانے طورِ سینا کے
بس اب کلیم کرو گفتگو مدینے کی

یہ اپنا ذوق ہے زاہد یہ اپنی فطرت ہے
تجھے جنان کی مجھے آرزو مدینے کی

رہِ طلب میں جو تھک جائیں پائے شوق مرے
تو ہوش اُڑ کے کریں جستجو مدینے کی

جلیلؔ حکمِ ادب ہے یہ شاعروں کیلئے
لکھے نہ مدح کوئی بے وضو مدینے کی

چاہتا ہوں درِ محبوبؐ پہ جبیں میری
پوری ہو جائے الٰہی یہ تمنا میری

سُنکے بیمارِ غمِ عشقِ رسولِ عربی
روز آتے ہیں عیادت کو مسیحا میری

عرض کرنیکی نہ طاقت ہے نہ حاجت شاہا ‏ جانتے آپ ہین جو کچھ ہے تمنا میری

طور پر تمنے جو دیکھا وہ رُخِ احمدؐ مین ‏ دیکھتی ہے نظر اے حضرت موسٰیؑ میری

مین سوِ گنبدِ خضرا جو نظر کرتا ہون ‏ آنکھ پڑتی ہے سرِ عرشِ معلّٰی میری

ہجر مین گریہ ہے۔ فریاد ہے بیتابی ہے ‏ دیکھتے کاش یہ حالت شہِ بطحا میری

بارگاہِ نبوی مین جو گزر ہو تیرا ‏ اے صبا بات کوئی بھول نہ جانا میری

خارِ صحرائے مدینہ کی جنون مین ہے تلاش ‏ چاہتی ہے وہی نشترِ رگِ سودا میری

لبِ جان بخش سے امداد نچاہون کیونکر ‏ جان لیتی ہے تری نرگسِ شہلا میری

رہ کے طیبہ مین بھی طیبہ کی طلب باقی ہے ‏ پیاس بجھتی نہین یارب لبِ دریا میری

مین جو مداحِ نبیؐ ہوں تو فرشتہ نہیں جلیلؔ ‏ قدر رہے دھوم ہے تعریف ہے کیا کیا میری

باغِ طیبہ سے جو بادِ سحری آتی ہے
دلِ دیوانہ یہ کہتا ہے پری آتی ہے

لیکے زائر جو مدینے کی خبر آتے ہین
مژدہ دینے کو مجھے بے خبری آتی ہے

دردِ مازاغ سے دیتا ہون تسلّی دل کو
یاد جب آنکھ وہ اعجاز بھری آتی ہے

کرمِ ساقیِ کوثر ہے کہ ہر روز یہان
اک صراحی مئے کوثر سے بھری آتی ہے

فیض پہونچا ہے چمن مین ترے دیوانون سے
کہ گلون کو روشِ جامہ دری آتی ہے

شعلہ اُٹھتا ہے جو سینے سے غمِ حضرت مین
لیکے پانی مری آنکھو نکی تری آتی ہے

شکر ہے فیض سے اُس بحرِ رسالت کے جلیل
کشتیِ امید نظر مجکو ہری آتی ہے

دیکھکر شہ کو پکارینگے قیامت والے
سلطان بھی نظر اور تاجِ شفاعت والے

کیا غلاموں پہ عنایت ہے کہ محشر میں حضور　　کہتے پھرتے ہیں کہاں ہیں مری امت والے

میں جو طیبہ کے تصور میں رہا کرتا ہوں　　رشک کرتے ہیں مرے حال پہ جنت والے

آستاں بوسیِ حضرت ہے میسر جنکو　　سچ تو یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں قسمت والے

اللہ اللہ یہ وہ بارگہِ عالی ہے　　سر جھکاتے ہیں جہاں شوکت و حشمت والے

حشر میں دیکھ کے اس قامتِ رعنا کی ادا　　کیا قیامت اٹھائینگے قیامت والے

یا نبی اب تو ذرا جلوہ نمائی ہو جائے　　دل کو تھامے ہوئے حاضر ہیں زیارت والے

سیر ہوتے ہیں نہ وہ ہوش میں آتے ہیں کبھی　　بادۂ عشقِ محمد کے جو ہیں متوالے

جس طرح مہر سے روشن ہوں ستارے یونہی　　فیض پاتے ہیں ترے در سے کرامت والے

مل گیا دامنِ محبوب کا سایہ ان کو　　سب سے اچھے رہے محشر میں محبت والے

نازاسیر ہے کہ ہین اُنکے غلام مومنین جلیل

اہلِ تقویٰ ہین نہ ہم زہد و عبادت والے

کٹے عمر صلِّ علیٰ کہتے کہتے
اُٹھوں حشر مین مصطفیٰ کہتے کہتے

محمدؐ کو پایا خدا کہتے کہتے
خدا ملگیا مصطفیٰ کہتے کہتے

بڑا کام نکلے اگر جان نکلے
زبان سے حبیبِ خدا کہتے کہتے

پیامِ تمنا نہ پوچھو ہمارا
کہ تھک تھک گئی ہو صبا کہتے کہتے

وہ لذت بھرا تھا مدینے کا قصہ
مجھے ہائے غش آگیا کہتے کہتے

سراپا زبان شمع سان بنگیا ہون
غمِ ہجر کا ماجرا کہتے کہتے

ہوئین مشکلین سب یہ اُنکی آسان
محمدؐ کو مشکل کُشا کہتے کہتے

عجب حال ہوگا جو روضے پہ اُنکے — میں پہونچونگا روحی فدا کہتے کہتے

کچھ ایسا ہوا رعبِ وقتِ حضوری — زبان رُک گئی مدعا کہتے کہتے

ہوئے داخلِ خلد عشاق خود کو — غلام شہِ انبیا کہتے کہتے

جلیل آگئے وجد میں سب فرشتے

ترے شعر پر مرحبا کہتے کہتے،

نہ منصب نہ دولت نہ زر چاہیے — مجھے آپ کی اک نظر چاہیے

صبا اور کو دے نویدِ بہار — مجھے مصطفیٰ کی خبر چاہیے

پری کی نہ حور و ملک کی طلب — بشر ہوں میں خیر البشرؐ چاہیے

زہے نشۂ جامِ عشقِ رسول — یہ مستی تو آٹھوں پہر چاہیے

درِ مصطفیٰؐ ہے ادب اے جبین — یہاں سجدہ کرنے کو سر چاہیئے

نہاں کب ہیں آنکھوں سے شاہِ رسلؐ — مگر دیکھنے کو نظر چاہیئے

ملے یا نہیں قصرِ جنّت شہاؐ — تمھاری نگاہوں میں گھر چاہیئے

رہے مجھکو قربِ محمدؐ نصیب — یہی وِرد شام و سحر چاہیئے

دو عالم ہے گلزار جس پھول سے — وہی پھول بادِ سحر چاہیئے

رہیں نخلِ طیبہ کے سائے میں ہم — کوئی گل نہ کوئی ثمر چاہیئے

دمِ نزع اک جلوہ بہرِ خدا — مسافر کو زادِ سفر چاہیئے

یہ کہتی ہے میری جبینِ نیاز — مجھے آپ کا سنگِ در چاہیئے

تصوّر ہے آلؓ و اصحابؓ کا — یہ گلدستہ پیشِ نظر چاہیئے

مدینے مین کھینچون نہ کیون آہِ سرد — چمن مین نسیمِ سحر چاہیے

دعا مین اثر ہے مقررِ جلیل

ہماری زبان مین اثر چاہیے

احمد پہ نظر جسنے رہے صلِ علےٰ ڈالی — آئینۂ خاطر سے ہر شکل مٹا ڈالی

حق نے جو نظر تم پر محبوبِ خدا ڈالی — صورت یہ ہوا شیدا الفت کی بنا ڈالی

اب گردِ رہِ طیبہ اُڑتی نظر آئے کیا — سُرمے کی طرح سب نے آنکھون مین لگا ڈالی

حقّا وہ حبیبِ حق تو ہے کہ تری خاطر — خلّاقِ دو عالم نے عالم کی بنا ڈالی

تیرے چمن کی کتنی اک موجِ ہوا جسنے — سب آگ مرے دل کی دم بھر مین بجھا ڈالی

معراج کی شب رضوان کرے نذر کا کچھ سامان — آتے ہین شہِ خوبان پھولون کی لگا ڈالی

مازاغ کا سرمہ تھا زیبا انھین آنکھون کو — جن آنکھون مین قدرت نے بنیادِ حیا ڈالی

مرقد جو بنا شہؐ کا سب حور و ملائک نے ‏ ‏ جنت کے چڑھائے گُل رحمت کی ردا ڈالی

دیدارِ نبیؐ سے ہم کرتے ہین علاج اپنا ‏ ‏ سوزش جو ہوئی دل مین آنکھون مین دوا ڈالی

ممنونِ صبا ہون مین سب خاک مری جسنے ‏ ‏ لیجا کے مدینے مین اکسیر بنا ڈالی

وصفِ قدِ حضرتؐ سے ہے فکر بلند ایسی ‏ ‏ مصرع جو ہوا موزون طوبیٰ کی بنا ڈالی

قدرت کے مرقع مین کیا کیا تھے حسین لیکن ‏ ‏ کھینچی جو تری صورت ہر شکل مٹا ڈالی

میرا خطِ عصیان ہے اب اک ورقِ سادہ ‏ ‏ حرفونکی سیاہی سب رو رو کے مٹا ڈالی

وہ سوختہ جان ہون مین سوزِ تپِ ہجران سے ‏ ‏ بجلی جو ادھر آئی آہون سے جلا ڈالی

پلکون سے بلائین بھی مین نے تو نہین لی تھین ‏ ‏ کیون دل مین گرہ تونے اے زلفِ دوتا ڈالی

امت کے گناہونکا پردہ وہ رہی بنکر ‏ ‏ جب دوشِ مبارک پر حضرتؐ نے ردا ڈالی

پھر کیوں نہ خدا ملتا پھر کیوں نہ نبیؐ ملتے — جب اپنی خودی ہم نے اُلفت میں مٹا ڈالی

نظروں میں جبریل اپنی تھے عرش کے سب جلوے

اُس روضۂ انور پر جب آنکھ ذرا ڈالی ؂

جہاں اکبار ذکرِ احمدِ مختارؐ ہوتا ہے — وہاں برسوں نزولِ رحمتِ غفّار رہتا ہے

مسیحا کی طلب کیوں ہو مریضانِ محبّت کو — مسیحا سے تو بڑھ کر آپ کا بیمار ہوتا ہے

جو کر دیتی ہے بیخود یادِ اُس مستانہ چتونکی — تو مجکو آپ میں آنا بہت دشوار ہوتا ہے

نہیں محتاج کچھ چشمِ عنایت اہلِ طاعت کی — کہ ہر عاصی پہ لطفِ سیدِ ابرار ہوتا ہے

سفینہ امّتِ عاصی کا ہر کسب سے تباہی میں — جو چاہیں آپ تو دم بھر میں بیڑا پار ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے مقبولِ الٰہی دین و دنیا میں — جو منظورِ نگاہِ احمدِ مختار ہوتا ہے

مدینے کا نہ چھیڑو ذکر مجھ مہجور کے آگے
جگر ہوتا ہے شق اِک تیر دل کے پار ہوتا ہے

بہارِ باغِ طیبہ کی جو کرتا ہے ثنا کوئی
تو اُڑ جانے کو مرغِ دل مرا تیار ہوتا ہے

ہمارے آنسوؤں کا سلسلہ عشقِ محمدؐ میں
یہ سُنتے ہیں کہ حوروں کے گلے کا ہار ہوتا ہے

خدا رکھے سلامت اے خیالِ مصطفےؐ تجکو
تجھی سے کچھ سکونِ خاطرِ بیمار ہوتا ہے

جو اُنکو دیکھتا ہے عمر بھر رہتا ہے متوالا
اثر میں بڑھ کے مے سے شربتِ دیدار ہوتا ہے

وہ سارا چشمۂ کوثر بھی پی جائے تو کیا حاصل
بھلا کب سیر اُن کا تشنۂ دیدار ہوتا ہے

دمِ فکرِ سخن فیضِ خیالِ روئے حضرتؐ سے
نکلتا ہے جو مطلع مطلعِ انوار ہوتا ہے

یہ کیا ممکن کہ اُس سے فرض کوئی ترک ہو جائے
محمدؐ کا جو دیوانہ ہے وہ ہشیار ہوتا ہے

دوا کرتا ہے وہ اپنی درود و ذکرِ حضرتؐ سے
گنہ گار روگِ عصیاں کا جسے آزار ہوتا ہے

جبرئیل آنا یہاں لازم ہے کہ سر جان سے دل سے

کہ دربار نبی اللہ کا دربار ہوتا ہے

ترجیع بند شب معراج

اللہ اللہ عجب انوار ہیں معراج کی رات
نور افشاں در و دیوار ہیں معراج کی رات

وصل محبوب کے آثار ہیں معراج کی رات
کھلنے کو پردۂ اسرار ہیں معراج کی رات

جلوے رحمت کے نمودار ہیں معراج کی رات
کس طرح گہر بار ہیں معراج کی رات

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا آج قدم رنجہ وہ فرماتے ہین — خالقِ پاک کے محبوب جو کہلاتے ہین

قدسیون کا ہے وہ عالم کہ بچھے جاتے ہین — دلِ بیتاب کو قابو مین نہین پاتے ہین

آمدِ شاہ کے چرچے اُنھین تڑپاتے ہین — ایک سے ایک یہ کہتا ہے حضور آتے ہین

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نظر آتی ہے نئی چرخِ کہن کی صورت — خُلد آراستہ ہے آج دُلھن کی صورت

غنچے غنچے مین چمک دُرِّ عدن کی صورت — قابلِ سیر ہے اب سرو سمن کی صورت

دلِ مشتاق شگفتہ ہے چمن کی صورت — کہتے ہین دیکھ کے سب شاہِ زمن کی صورت

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریں کہتی ہیں ہم اس حسن پہ قربان ہونگے   جامہ نہ سیی پہ تری چاک گریبان ہونگے

جتنے جلوے ہیں نہاں آج نمایاں ہونگے   صدقے ہر جلوے پہ دیدار کے ارمان ہونگے

خوب نظارہ رخسارہ تاباں ہونگے   دیکھنے والے یہ کہہ کہہ کے ثنا خواں ہونگے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبرئیل آئے ہیں لینے کو یہ رتبا دیکھو   عرش سے آگے ہی جانا یہ ارادا دیکھو

ساقی قدس سے پی کیا بانکا تھا تا دیکھو   حق نما آنکھ ہیں مازاغ کا سرمہ دیکھو

آؤ اس حسن تبسم کا تماشا دیکھو   بدر کے مطلع پہ رخ چشم رخ زیبا دیکھو

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اِس سواری کی عجب شان ہے اے صلِ علیٰ — دہنے بائیں نظر آتا ہے فرشتوں کا پرا

تاروں میں چاند سے روشن ہیں جنابِ والا — شمعِ ایوانِ دنیٰ اخترِ برجِ طٰہٰ

شہسوارِ مدنی صدرِ نشینِ بطحا — اے بقربانِ تو صد جان و دل و دیدۂ ما

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہائے وہ چہرہ پہ گیسوے دوتا کا عالم — لیلۃ القدر میں وہ نور و ضیا کا عالم

ہو گیا گرد وہاں بدرِ سما کا عالم — چھا گیا مشعلوں پر نورِ خدا کا عالم

آج پوچھو نہ فدایانِ ادا کا عالم　　کہتے ہین دیکھ کے شاہِ دوسرا کا عالم

مَرحَبَا سَیّدِ مکّی مدنی العَرَبی

دِل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھو دیکھو طلبِ خاص کا منشا ہین یہی　　آنکھین روشن کرو ماہِ شبِ اسرا ہین یہی

محرمِ راز یہی سرِّ فاوحیٰ ہین یہی　　حُسن افروزِ جمالِ فتدلّیٰ ہین یہی

دردمندانِ محبت کے مسیحا ہین یہی　　اِس ثنا کیلئے سچ پوچھو تو زیبا ہین یہی

مَرحَبَا سَیّدِ مکّی مَدَنی العَرَبی

دِل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہی بیمار کو دارُوے شفا دیتے ہین　　یہی بگڑی ہوئی باتون کو بنا دیتے ہین

راہ بھولے ہوؤں کو راہ بتا دیتے ہیں	یہی اللہ سے بندوں کو ملا دیتے ہیں

اپنے رخسار سے پردہ جو اٹھا دیتے ہیں	گرد پھر پھر کے یہ عشاق صدا دیتے ہیں

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھ کر مسجد اقصیٰ کو جو سرکار بڑھے	پیشوائی کیلئے چرخ کے حضار بڑھے

انبیا تھے جو وہاں طالب دیدار بڑھے	کیا نبی کیا ملک وحی سب اکبار بڑھے

سب سے ملتے ہوئے اور احمد مختار بڑھے	اس طرح کہتے زیارت کے طلبگار بڑھے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کوئی کہتا تھا کہ اس شانِ طلب کے صدقے　　کوئی کہتا تھا کہ اس نام و لقب کے صدقے

ہے شبِ قدر بھی معراج کی شب کے صدقے　　بزمِ عشرت کے فدا جشنِ طرب کے صدقے

جان و دل مہرِ عجم ماہِ عرب کے صدقے　　ہر قدم پر ہے حیا حسنِ ادب کے صدقے

مرحبا سیّدِ مکّی مدنیّ العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں سے گزر کر وہ امامِ جبریلؑ　　پہنچے سدرہ کو جو ہے خاص مقامِ جبریلؑ

بھر دیا بادۂ مقصود سے جامِ جبریلؑ　　آپ کے نور سے روشن ہوا نامِ جبریلؑ

واں سے آگے جو بڑھے لیکے سلامِ جبریلؑ　　تھا یہی شاہ سے اس وقت کلامِ جبریلؑ

مرحبا سیّدِ مکّی مدنیّ العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ تنہا ہوئے راہی سوئے عرشِ اعظم — عرش نے فخر کیا چوم کے حضرت کے قدم

اُس جگہ ہوتے تھے مفہوم یہ مضمون بہم — آقرب آ کہ بہت دیر سے مشتاق ہیں ہم

تیرے لینے کو ہے کھولے ہوئے آغوشِ کرم — دیکھ کہتے ہیں تری شان میں کیا لوح و قلم

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آقرب آ کہ کریں موردِ رحمت تجھکو — آقرب آ کہ ملے قرب کا خلعت تجھکو

آج دکھلائینگے ہم جلوۂ وحدت تجھکو — آج پہنائینگے ہم تاجِ شفاعت تجھکو

دیکھ لائی ہے کہاں تیری محبت تجھکو — عرشِ اعظم بھی دیتا ہے بشارت تجھکو

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

واہ رے قرب کہاں سیدِ والا پہونچے — تا بہ خلوت کدہ سترِ فاوحیٰ پہونچے

قاب قوسین تو کیا تا حدِ ادنیٰ پہونچے — جس جگہ کوئی نہ پہونچا تھا وہاں جا پہونچے

سایہ بھی دے نہ سکا ساتھ وہ تنہا پہونچے — بولے قدسی کہ مبارک ہو تمھیں آ پہونچے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہ وہ جا ہے کہ رسائی سے گماں قاصر ہے — فہم عاجز ہے یہاں عقلِ بشر قاصر ہے

وہی منظور ہے اس وقت وہی ناظر ہے — وہی شاہد وہی مشہود عجب سیر ہے

کوئی اس رازِ نہانی سے کہاں ماہر ہے خوب موقع سے گہر ریز لبِ شاعر ہے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اب یہ ہے عرض حضورِ شہِ الاالقاب ہے بلبل آپکی فرقت میں نہایت بیتاب

ہند کی خاک پہ مہجور کی مٹی ہی خراب شربتِ وصل سے کر دیجئے اسکو سیراب

حشر میں خاص ہو اُسپر نگہِ لطفِ جناب شعر قدسی کا وہ پڑھتا چلے ہمراہِ کاب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

رُباعیاتِ شبِ معراج

لو جلوہ نما آج ہے معراج کی رات
سب راتوں کی سرتاج ہے معراج کی رات

پھیلی ہوئی ہے نورِ خدا کی تنویر
کب چاند کی محتاج ہے معراج کی رات

دیگر

جو دل ہے وہ مسرور ہے معراج کی رات
جو آنکھ ہے پُرنور ہے معراج کی رات

اس رات کی کیا بات ہے اے صلِّ علیٰ
زلفِ شہ سے حور ہے معراج کی رات

دیگر

وہ جلوہ نمودار ہے معراج کی رات
جو بخت ہے بیدار ہے معراج کی رات

دیکھے تو کوئی زلفِ نبی کا عالم
اس زلف کا ہر تار ہے معراج کی رات

دیگر

اِس رات کی تصویر ہے ہر پُتلی مین — کیا بات ہی کرے جو یہ گھر پُتلی مین

تاریکیِ شب مین ہے تجلّی ایسی — جس طرح کہ ہو نورِ نظر پُتلی مین

دیگر

لینے کو مَلَک تا درِ اقدس آئے — کعبے سے چلے بیتِ مقدّس آئے

وان سے گئے تا عرش مگر صورتِ برق — بستر تھا ابھی گرم کہ واپس آئے

دیگر

اکرم ہین کہان سے وہ کہان تک پہنچے — پہونچا نہ جہان کوئی وہان تک پہنچے

سیر کے معنی ہین کہ مانندِ خیال — نکلے جو مکان سے لامکان تک پہونچے

دیگر
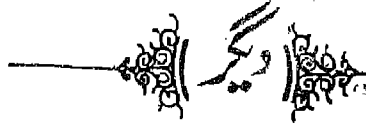
حضرت کے اگر کچھ بھی اشارے ہو جائیں

اچھے ابھی سب درد کے مارے ہو جائیں

صدقہ شبِ معراج کا اے ماہِ کمال

روشن مرے تاریک ستارے ہو جائیں

دیگر

سرمایۂ تنویر ہے معراج کی رات
سر دفترِ توقیر ہے معراج کی رات

والشمس ہے وصفِ رُخِ زیبائے رسولؐ
واللیل کی تفسیر ہے معراج کی رات

رباعیات نعتیہ

امت کو محمدؐ سا شہنشاہ ملا — گم راہِ طلب تھی خضرِ راہ ملا

اور اس سے سوا کیا ہے جو ملتا ہمکو — اللہ کے محبوبؐ سے اللہ ملا

دیگر

اللہ رے رسولِ عربیؐ کا پایا — رتبہ یہ بشر نے نہ ملک نے پایا

گو سر پہ دو عالم کے رہے سایہ فگن — لیکن نہ کسی آنکھ نے دیکھا سایا

دیگر

احمدؐ کی محبت کا جو دیوانہ ہے — ذی ہوش ہے باخبر ہے فرزانہ ہے

کہتے ہیں جبریل مرغِ سدرہ جسکو — شمعِ رخِ پرنور کا پروانہ ہے

دیگر

اونچا ہے ترے قُرب کا پایا کیسا — اللہ نے محبوب بنایا کیسا!

سایہ جو نہیں قد کا تعجّب کیا ہے — اے نورِ خدا نور کا سایا کیسا

دیگر

کیا کام ترے رُخ کی صفا کرتی ہے — جو آنکھ ہے وہ کسبِ ضیا کرتی ہے

چھونے جو نہ پائی تنِ اطہر کو مگس — ہر دم کفِ افسوس ملا کرتی ہے

منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

رباعی

صدیقؓ ہیں سردارِ جہاں بعدِ رسولؐ — فاروقؓ سے اسلام کو قوت ہے حصول

عثمانِ غنیؓ جامعِ قرآنِ مجید — حیدرؓ بخدا شیرِ خدا زوجِ بتولؓ

دیگر

اسلام کو دنیا میں جو پھیلاتے ہیں — مردانِ خدا وہی تو کہلاتے ہیں

اب تک لحدِ قیصر و کسریٰ پہ جلیل — لو نام عمرؓ کا تو لرز جاتے ہیں

دیگر

روضے سے جو فیضیاب ہو جاتا ہے — قطرے سے دُرِ خوش آب ہو جاتا ہے

راتوں کو چراغ لحدِ حیدرؓ سے — گرتا ہے جو گُل گلاب ہو جاتا ہے

دیگر

یا رب پئے فاروقؓ و علیؓ رحمت کر — یا رب پئے عثمانِ غنیؓ رحمت کر

صدیقؓ کا میں واسطہ دیتا ہوں تجھے — رحمت ہے تری سب سے بڑی رحمت کر

منقبت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام

رباعی

واقف ہین سب اللہ کے مقبولون سے — یعنی راہِ خدا کے مقتولون سے
سبطینِ نبی ہین گلِ ریحانِ نبی — کونین ہے گلزار انہین دو پھولون سے

دیگر

محبوبِ خدا کے دل و جان ہین دونون — حق یہ ہے کہ فخرِ دو جہان ہین دونون
ہے شان مین سبطین کی وارد یہ حدیث — سردارِ جوانانِ جنان ہین دونون

دیگر

بامِ شرف و فضل کے زینے دو ہین — دریائے حقیقت کے سفینے دو ہین

اللہ رے رکابانِ دوشِ احمدؐ — خاتم تو ہے ایک اور نگینے دو ہین

دیگر

صورت ہی وہی جس سے عیان ہو معنی — کیا سمجھے وہ دیکھتا ہی نہین جو معنی

سبطینؑ ہین یون ذاتِ نبیؐ مین شامل — جس طرح کہ اک لفظ کے ہون دو معنی

دیگر

ان کو عمل و علم کا منبع دیکھا — اُن کو کرم و جود کا مرجع دیکھا

سبطینؑ کا ملنا ہے نبیؐ کا ملنا — مصرع جو بہم دو ہوے مطلع دیکھا

سلام

کربلا مین جو علیؑ کا مہِ نور آیا
پوچھتی تھی یہ زمین کون فلک سے آیا

نام کس تشنہ دہن کا مرے لب پر آیا
ساغرِ چشم چھلکنے لگے دل بھر آیا

رشکِ بانوؓ نے کہا رن سے جو اصغرؓ آیا
خون مین آج مرا لعل نہا کر آیا

پیاس مغلوب تھی اُس بحرِ کرم کو ورنہ
بارہا جام بکف چشمۂ کوثر آیا

شکر ہے سنگدلوں مین رہا لعل کوئی
حرؓ جو آیا مع فرزند و برادر آیا

اُڑ کے آیا جو سمندِ شہِؑ والا رن مین
سب یہ سمجھے کہ ہما جوڑ کے شہپر آیا

شہؑ کے پابوس کو آیا نئے انداز سے حُرؓ
نذر دینے کو ہتھیلی پہ لیے سر آیا

مشک بھرنے کو جو اُترے ہیں علمدار حسینؓ — شور برپا ہے کہ دریا میں سمندر آیا

تر پسینے میں جو تھا اشتہ دریا دل — جب سمندر آیا وہ لٹاتا ہوا گوہر آیا

تیر قاتل سے ہوا شاہ کا مقصد پورا — وہ در آیا جو کلیجے میں تو یہ بر آیا

ایسی کچھ تشنہ دہانی کی تھی خاطر منظور — نام پانی کا نہ حضرت کی زبان پر آیا

آج دسویں ہی محرّم کی خدا خیر کرے — صبح سے شور ہے وہ شام کا لشکر آیا

صرف آبِ گہرِ اشک نے دی کچھ تسکین — اور پانی نہ یتیموں کو میسّر آیا

حالِ سجّادؓ کا جب وقتِ اسیری دیکھا — بیڑیاں چیخ اُٹھیں طوق کو چکّر آیا

رخصتِ شہ ہوئی آمدِ عباسِ علیؓ — بزدلوں نے یہی جانا کہ غضنفر آیا

منھ پہ کھاتے رہے تلوار برابر بیدار — بل نہ ابرو پہ مگر بال برابر آیا

کاٹنا سہل نہ تھا خشک گلا پیاسے کا　　ایک منہ موڑ گیا دوسرا خنجر آیا

گئے جنت کو جو عباس تو حوروں نے کہا　　لب دریا سے یہ پیاسا لب کوثر آیا

آ کے تڑپا گئی یادِ شہدا مجکو جلیل

تیر آیا نہ چھری آئی نہ خنجر آیا

دیگر

داغِ دل بنکے غمِ سیدِ ابرار رہا　　زندگی بھر مجھے جلنے سے سروکار رہا

دیکھتے کاش شہِ دین مرے رونے کی بہار　　رنگ سے آٹھ پہر دیدۂ خونبار رہا

آفریں صبر و تحمل پہ شہِ بیکس کے　　ایک دم لاکھ بلاؤں میں گرفتار رہا

مجکو بھولی نہیں عابد کی برہنہ پائی　　پاؤں میں انکے مرے دل میں چبھا خار رہا

حوصلہ دیکھیے اُس شاہِ جوان ہمت کا
پیاس میں جامِ شہادت کا طلبگار رہا

قافلے میں نہ بچا کوئی بجز عابدؑ کے
ایک بیمار بہتّر کا عزادار رہا

کٹ گئے ہاتھ جو عباسؑ کے قوتِ بیکار
رُعب اُس شیر کا کھینچے ہوئے تلوار رہا

کیسے کیسے صفِ اعدا میں قوی ہیکل تھے
سب پہ بھاری خلفِ حیدرؑ کرّار رہا

ہو کے تنہا بھی نہ تنہا ہو غربت میں امامؑ
صبر غمخوار رہا فضلِ خدا یار رہا

گُل جو زخموں کے کھلے اپنی نظر کیا ہوتی
شاہ کے پیشِ نظر خُلد کا گلزار رہا

عرض کرنا مرے آقا سے یہ اے بادِ صبا
تشنہ لب تم رہے میں تشنۂ دیدار رہا

شہ کا مدّاح بھی ہے اور ہے گریاں بھی جلیل
کبھی آنکھوں سے کبھی لب سے گہربار رہا

دیگر

خواب مین آئین نظر زہراؑ کے پیارے رات کو

یا خدا چمکین ہمارے بھی ستارے رات کو

شامیون کے ظلم یاد آکر رُلاتے ہین ہمین

ہم بسر کرتے ہین دریا کے کنارے رات کو

حارثِ کمبخت نے جانی نہ اُن کی قدر ہائے

آ گئے تھے اسکے گھر مین دو ستارے رات کو

بھوک پیاس اُن کو کہان پیتے تھے دن کو اشکِ خون

اور غم کھاتے تھے وہ غربت کے مارے رات کو

نیند کیا آئے ہمیں لے مہ جبین ابنِ حسین رض

تم جو آنکھوں میں پھرو زلفیں سنوارے رات کو

اس شہ فرزندِ حیدر رض کی حفاظت کے لئے

شیر اِک پھرتا تھا دریا کے کنارے رات کو

سونے والو صبحدم بلغ جہان سے کوچ ہے

گریۂ شبنم یہ کہتا ہے پکارے رات کو

کیا قیامت تھی شبِ عاشورہ پوچھو چرخ سے

اشک بن بن کر برستے تھے ستارے رات کو

باپ سے چھٹنا قیامت ہے سکینہ رض کیلئے

نیند سے اب چونک کر کس کو پکارے رات کو

صبح کو دیکھا تو ہر سپر کر اسی جا تھا قیام

کربلا سے بارہا حضرت سدھارے رات کو

کہتی تھی بانوؑ نہ کیون اختر شماری مین کرون

یاد آتے ہین مری آنکھون کے تارے رات کو

دیکھیے کیا حال ہوتا ہے سحر تک اے جلیل

شمع سان ہم بھی ہین رونے پر اتارے رات کو

دیگر

جنکا شہرہ تھا کبھی مصر کے بازارون مین وہ بھی ہین یوسف زہرؑا کے خریدارون مین

کون مجھ سا ہی شہیدونکے عزادارونمین | درد ہمدرد ہے غم ہے مرے غمخوارونمین

دیکھکر آب چمکتی ہوئی تلوارون مین | عید تھی جامِ شہادت کے طلبگارونمین

اے مسیحائے دوعالم یہ ذرا دھیان رہے | ہم بھی ہین عابدؑ بیمار کے بیمارونمین

گلِ مقصود بنین گے یہی ٹکڑے دل کے | گو نہ رکھون مین انھین آنسوؤنکے تارونمین

سیرِ گل خاک کرے ماہِ محرم مین کوئی | ہر طرف خون کی بو آتی ہے گلزارونمین

فوجِ دشمن سے کوئی حرؑ کا نکلنا دیکھے | چن لیا شاہ نے وہ پھول جو تھا خارونمین

قافلے والو خدا کیلئے آہستہ چلو | ایک بیمار بھی ہے تازہ گرفتارونمین

نظرِ بد سے خدا عونؓ و محمدؓ کو بچائے | دیکھنا کیسے دھنسے جاتے ہین تلوارونمین

ق

خوشنمائی کے فدا شانِ ہلالی کے نثار | بجلیون کی ہے چمک چاند سے رخسارونمین

ہلکے پھلکے قد و قامت میں غضب کی پھرتی   چلتی پھرتی ہیں یہ دو تیغیں جفا کار زمین

ماں کہتی ہے کہ شبیرؑ کا صدقہ ہے   ورنہ تھی جان کہاں اتنی مرے پیاروں میں

بعدِ شبیرؑ یہ کہتے تھے عزیزانِ وطن   پھول گلشن میں نہیں چاند نہیں تاروں میں

پھول جنت کے جو تھے دامنِ رضوان میں جلیل

بٹ گئے سب وہ شہیدوں کے عزاداروں میں

دیگر

جوشِ رونے کا غمِ سیدِ ابرار میں ہے   دل میں جو کچھ تھا لہو دیدۂ خونبار میں ہے

دردِ دل کی مجھے پیہم یہ خبر دیتا ہے   تار برقی کا اثر آنسوؤں کے تار میں ہے

نگہ لطف سے مرتے ہوئے جی جاتے ہیں   تھی جو عیسیٰ میں صفت عابدِ بیمار میں ہے

کہتے تھے شوقِ شہادت میں شہِ تشنہ دہن ۔۔۔ مجکو درکار وہ پانی ہے جو تلوار میں ہے

تیغِ عباسؓ سے جلکر ہوئے ٹھنڈے لاکھوں ۔۔۔ آگ پانی کا خزانہ اسی تلوار میں ہے

کیوں نہ اکبرؓ کیلئے روئیں گہر افشاں آنکھیں ۔۔۔ شاہ کا لال گھر افوجِ ستمگار میں ہے

غمِ اصغرؓ میں قیامت تھی یہ ماں کی فریاد ۔۔۔ یا خدا پھول مرا کون سے گلزار میں ہے

دلِ مضطر کا پتا اب مرے پہلو میں کہاں ۔۔۔ ہوئی مدت کہ وہ شبیرؓ کے دربار میں ہے

یوں دعا کرتے تھے شبیرؓ شہادت کیلئے ۔۔۔ کیا کمی اے مرے مولا تری سرکار میں ہے

اُن کو مژدہ ہو جو پیاسوں کے لیے روتے ہیں ۔۔۔ آبِ کوثر کی جھلک اشکِ عزادار میں ہے

گل و ریحانِ پیمبرؐ ہیں حسنؓ اور حسینؓ ۔۔۔ انھیں پھولوں کی مہک خلد کے گلزار میں ہے

پاؤں زخمی ہوئے کانٹوں سے تو بولے سجادؓ ۔۔۔ کچھ عجب طرح کی لذت خلشِ خار میں ہے

رو ئین کس کس کی شہادت پہ یہ دو آنکھوں سے
داغ ہی داغ دلِ عابدؑ بیمار میں ہے

بھوکے پیاسے تھے لاکھوں سے مقابل تنہا
کیا شجاعت خلفِ حیدرؑ کرار میں ہے

نامِ شبیرؑ کی ہوتی ہے جو تکرار جلیل
لذّتِ قندِ مکرّر مرے اشعار میں ہے

دیگر

ہائے شبیرؑ نہ پائیں لبِ دریا پانی
بات ایسی ہے کہ ہوتا ہے کلیجا پانی

ہاں کرو دوستو رو رو کے کلیجا پانی
دلِ شبیرؑ میں آسان نہیں جا پانی

آؤ فیضِ خلفِ ساقیِ کوثر دیکھو
یہ جگہ وہ ہے جہاں بھرتے ہیں دریا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے گرمائی ہوئی محفل ہے
ہاں مرے دیدۂ تر آج تو برسا پانی

نامِ شبیرؑ سے ملتی ہے وہ لذت دل کو
جیسے پیاسے کو مزہ دیتا ہے ٹھنڈا پانی

AZAD LIBRARY

دھیان رہتا ہے شہؑ تشنہ دہن کا مجکو
آنکھیں بھر آتیں جہاں سامنے آیا پانی

مقتضی تھا یہی سبطِ نبیؐ کے غم کا
خاک صحرا میں اُڑے اور ہو دریا پانی

آبِ شمشیر تھی پیاسونکے لئے آبِ حیات
جی اُٹھے سوکھے ہوئے پھول جو پایا پانی

پیاس میں صبر تھا مقصودِ شہِ دیں ورنہ
قدمِ پاک کے نیچے سے اُبلتا پانی

ایسے سردست تھے شمشیر زنی میں عباسؓ
جسپہ اک ہاتھ پڑا اُسنے نہ مانگا پانی

دُر کے پانی جو طلب کرتے تھے پیاسے بچے
یاس کہتی تھی ان آنکھوں میں ہے تھوڑا پانی؟

پھوٹ کر دیتے ہیں آواز حبابِ دریا
بحرِ ہستی کی حقیقت ہے ہوا یا پانی

بھوکے پیاسونکے جو قاتل تھے نہ سوچے اتنا
ذبح کرتے ہیں تو دے لیتے ہیں دانا پانی

شاہؑ کہتے تھے کسی سے نہیں شکوہ ہمکو
اپنی تقدیر میں تھی چرخ سے ایذا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے ہوتا ہے یہ حال آنکھوں کا — جو طرح دینے لگے پھوٹ کے چھالا پانی

اشک عاصی کے اگر پونچھ دے امانِ کرم — کچھ قباحت تو نہیں پاک ہے بہتا پانی

کربلا تک تو حرم والوں کو لائے تھے حسینؑ — دیکھیں لیجائے کہاں اب انھیں دانا پانی

گرچہ عباسؑ کئی روز کے پیاسے ہیں مگر — رعب وہ ہے کہ ہو شیروں کا کلیجا پانی

ساغرِ دیدۂ عباسؑ چھلک جاتے تھے — ہو کے بیتاب جو کہتی تھی سکینہؑ پانی

خبر اہلِ وطن کی نہ رہائی کی امید — شام کا ملک اسیروں کو تھا کالا پانی

ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ہیں قربان جلیل

ان پیالوں میں ہے کوثر کا چھلکتا پانی
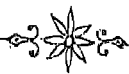
دیگر

شاہِ والا جو مدینے کا چمن چھوڑ گئے
ذکر اپنا پئے یارانِ وطن چھوڑ گئے

سر کٹا کر رہِ تسلیم و رضا میں شبیرؓ
عشق کی رسم محبّت کا چلن چھوڑ گئے

کیا ستم ہے جسے فردوس کے حُلّے آئیں
لاش اُس شاہؑ کی محتاجِ کفن چھوڑ گئے

بہ گئے اشکوں کے دریا جو سکینہؓ نے کہا
مجکو عباسؓ چچا تشنہ دہن چھوڑ گئے

لیگئے کاٹ کے مظلوم کا سر اہلِ ستم
جسم پر چادرِ خون بہرِ کفن چھوڑ گئے

رو کے بانوؓ نے کہا میں نہیں کچھ شمع سے کم
مجکو جلنے کے لئے شاہِ زمن چھوڑ گئے

داغِ اکبرؓ کی جدائی کا لیا سینے میں
ہائے کیا لیگئے کیا ابنِ حسنؓ چھوڑ گئے

جوشِ وحشت سے کہا کرتی تھی گھر میں صغراؓ
مجکو غربت میں عزیزانِ وطن چھوڑ گئے

کوئی مضمون ہمارے لیے چھوڑا نہ جلیل

ہاں فقط اپنا سخن اہلِ سخن چھوڑ گئے

دیگر

روتی ہے آنکھ سبطِ پیمبرؐ کیواسطے
مچھلی تڑپ رہی ہے سمندر کیواسطے

جتنے تھے غم ہر ایک ہیں شبیرؑ کے واسطے
وہ سب تھے نورِ دیدۂ حیدرؓ کیواسطے

ساقی لگی ہے آگ فراقِ حسینؑ میں
اِک جام اِدھر بھی ساقیِ کوثر کیواسطے

مژگاں ہیں شہؓ کے عشق میں اللہ رے جنون
رگ رگ مری پھڑکتی ہے نشتر کیواسطے

مشتاق خود حسینؓ مرے اشکِ غم کے ہیں
دریا کو اضطراب ہے گوہر کیواسطے

دل سختیوں سے توڑ کے اُس نے رکھدیا
ظالم مرا ہی شیشہ تھا پتھر کیواسطے

بحرِ الم سے حُبِّ علیؓ پار اُتار دے ۔۔۔ کشتی کی ہے تلاش سمندر کے واسطے

مشکل میں ہوں فتوح کا در مجھ پہ کھول دے ۔۔۔ اے کارساز فاتحِ خیبر کے واسطے

رونے سے ہے غرض کہ ذرا لب ہلا دیں آپ ۔۔۔ دریا بہا رہا ہوں میں کوثر کے واسطے

دل شق ہوا تو اُس سے یہ پیدا ہوئی صدا ۔۔۔ گھر چاہیے بڑا غمِ سرور کے واسطے

اللہ رے رعبِ ہمتِ مردانۂ حسینؓ ۔۔۔ لاکھوں تھے ایک بیکس و بے پر کے واسطے

مشتاق سب علَم کے تھے آئی ندا یہ ۔۔۔ خیبر کا در ہے بازوئے حیدرؓ کے واسطے

چل پھر کے قتل کر گئی سب کو نگاہِ شاہؓ ۔۔۔ چھوڑی نہ ایک چال بھی خنجر کے واسطے

جانِ عدو کا کھیل ہی تھی کارِ تیغ ۔۔۔ پھر بھی چھٹی ہوئی ہے کبوتر کے واسطے

گزرے جدھر رسولؐ کی تصویر کھنچ گئی ۔۔۔ یہ بات تھی فقط علی اکبرؓ کے واسطے

راہِ خدا میں سر یہ چڑھنا عبث نہ تھا تھیں سربلندیاں سَرِ سرورؓ کیواسطے

میدان جیتنا تھا شہیدوں کو صبر کا کافی تھا ورنہ ایک بھی لشکر کیواسطے

تیر و سنان تھے نخلِ تمنّا کے دو ثمر اصغرؓ کیواسطے علی اکبرؓ کیواسطے

آنسو بہے تو کٹ گئی مشکل حسینؓ کی وہ قطرے آب ہو گئے خنجر کیواسطے

بولی بلائیں چہرۂ اکبرؓ کی لیکے ماں ہالہ بھی چاہیئے مہِ انور کیواسطے

صغریٰؓ کے خط میں دیکھ کے اکبرؓ یہ رو دئیے ق بھیّا تڑپ رہی ہوں میں اصغرؓ کیواسطے

تم نے تو ہائے دل ہی سے اپنے بھلا دیا بھیجا نہ کوئی تحفہ بھی خواہر کیواسطے

آنکھیں تو خیر رونے سے دم بھر کو تھم بھی جائیں تدبیر کیا کروں دلِ مضطر کیواسطے

پانی کی بوند دے نہ سکی جل بجھی سے اے فرات یہ بخل آلِ ساقیِ کوثر کیواسطے

اہلِ ستم نے اہلِ حرم کی سُنی نہ ہائے دیتے رہے خدا و پیمبرؐ کے واسطے

آیا جو وقتِ نزع تو عقدہ کھلا جلیل

ساری ریاضتیں تھیں یہ دم بھر کے واسطے"

دیگر

پیارا جو کبریا کا ہے اُس پر سلام ہے صدیق ہے شہید ہے شبیرؑ نام ہے

زہراؓ کا نونہال علیؓ مرتضیٰ کا لال پروردہ کنارِ رسولِ انامؐ ہے

قدسی درود پڑھتے ہیں پیاسوں کی روح پر وردِ زبانِ حور شہیدوں کا نام ہے

ہمراہیانِ شاہؑ کا عالم نہ پوچھئے اپنے مقتدی ہیں ایسا امام ہے

پوچھو ملائکہ سے وقارِ حسنؓ حسینؓ وہ عرش آشیان ہے جنّت مقام ہے

روتی ہے خون چشم فلک جسکے قتل پر — وہ کون ہے حسین علیہ السلام ہے

کہتے تھے شاہ دین مجھے پانی چاہیے — مشتاق آب تیغ کا یہ تشنہ کام ہے

دیکھو وہی ہے لاش امام شہید کی — ارواح انبیا کا جہاں ازدحام ہے

نزدیک ہے کہ مہر امامت غروب ہو — چاروں طرف سے گھیرے ہوے فوج شام ہے

پیاسوں کے انتظار میں در پر بہشت کے — حوریں کھڑی ہیں ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

کیا کور دل تھا شمر کہ اسپر نظر نہ کی — شبیر نور دیدۂ خیر الانام ہے

سر دیدیا مگر نہ دیا حق کو ہاتھ سے — شیروں کا ہو جو شیر اُسیکا یہ کام ہے

کہتے تھے لوگ اصغرؑ و اکبرؑ کو دیکھکر — ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہ تمام ہے

میری مجال کیا ہے جو آقا کہوں تمھیں — آقا مرا وہ ہے جو تمھارا غلام ہے

یہ فیض ہے جلیل حسینؑ شہید کا

ڈوبا ہوا جو رنگ میں تیرا کلام ہے

دیگر

چمن میں آمدِ فصلِ عزا معلوم ہوتی ہے
کہ دردانگیز بلبل کی صدا معلوم ہوتی ہے

وہی دلکش نوا سنجی جو کل تک روح افزا تھی
فغان و نالہ و آہ و بکا معلوم ہوتی ہے

علی اکبرؑ کی صورت دیکھکر دشمن بھی کہتے تھے
کہ تصویرِ نبی صلی علے معلوم ہوتی ہے

وہ کہنا ہائے صغراؓ کا کہ یارب خیر بابا کی
کمی و بیش تڑپے دل کی سوا معلوم ہوتی ہے

چمن ہے گلشنِ ایجاد میں کیا رنگ ماتم کا
لہو میں تر ہر اک گل کی قبا معلوم ہوتی ہے

چلے میں حضرت قاسمؓ کچھ اس شان جلالت سے
کہ ان میں آمدِ شیرِ خدا معلوم ہوتی ہے

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ جسم ابن حیدرؓ پر | شہادت کی قبا کیا خوشنما معلوم ہوتی ہے
گلا کٹتا تھا پیاسوں کا تو یہ آواز آتی تھی | کہ آب تیغ بھی آب بقا معلوم ہوتی ہے
غم سرورؑ میں شاید خاک اسنے بھی اڑائی ہے | غبار آلود جو باد صبا معلوم ہوتی ہے
ثبات شاہؓ دیکھو اور وہ کرب و بلا دیکھو | یہیں صبر و رضا کی انتہا معلوم ہوتی ہے
زبان شہ کے قربان بات جو منہ سے نکلتی ہے | کلام حق حدیث مصطفےٰ معلوم ہوتی ہے
یہ غل تھا اشقیا میں دیکھکر عباسؓ کے تیور | اسکے ہاتھ میں اپنی قضا معلوم ہوتی ہے
گرفتاروں کا سنکر حال اپنی جان مجزون بھی | اسیر حلقۂ دام بلا معلوم ہوتی ہے

جلیلؔ آٹھوں پہر خونبار رہتی ہے جو آنکھ اپنی
عزادار شہید کربلا معلوم ہوتی ہے

در شانِ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ

میرے لب پہ جو نام پاک آیا غوث اعظمؓ کا
تڑپ کر دل نے اک نعرہ لگایا غوث اعظمؓ کا

غلامِ شاہِ جیلاںؓ کا ذرا رتبہ کوئی دیکھے
بنا ہے چتر رحمت سر پہ سایا غوث اعظمؓ کا

ہوا سو جان سے قربان میں نقاشِ تصویر پہ
وہ نقشہ کھینچ کر مجھ کو دکھایا غوث اعظمؓ کا

فلک اس در پہ چپراسی ملک اس در کے شیدائی
یہ شانِ غوثِ اعظمؓ ہے یہ پایا غوث اعظمؓ کا

طریقت میں حقیقت میں ولایت میں کرامت میں
کسی نے مرتبہ نہ پایا غوث اعظمؓ کا

حکومت پر ہیں نازاں حکمراں میں اس پہ نازاں ہوں
کہ خالق نے گدا مجھ کو بنایا غوث اعظمؓ کا

دعا یہ ہے کہ جب در پیش ہو ہنگامۂ محشر
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن خدایا غوث اعظمؓ کا

معطر ہو گئی محفل گلِ جنت کی خوشبو سے | کسی نے جب کہی قصہ سنا یا غوثِ اعظم رضؓ کا

نہ اُٹھنا ہی اُٹھائے سے نہ مٹتا ہی مٹا سے | دلوں پر حق نے وہ سکہ بٹھایا غوثِ اعظم رضؓ کا

ہوئے گلشن بغداد کے آنے لگے جھونکے | گلِ باغِ عقیدت رنگ لا یا غوثِ اعظم رضؓ کا

لیا آغوش میں چشمِ دلِ عشاق نے بڑھکر | دو عالم میں جب جلوہ سما یا غوثِ اعظم رضؓ کا

لقب حضرت کو قدرت نے دیا محبوبِ سبحانی | پسند ایسا ہر اک انداز آیا غوثِ اعظم رضؓ کا

محیِ دینِ پیغمبر ہوئے غوث الوری ٹھہرے | وقار اللہ نے کیا کیا بڑھایا غوثِ اعظم رضؓ کا

کہاں ہیں تشنہ لب سیراب ہونے کو ادھر آئیں | کہ ابرِ فیض ہے ہر سمت چھایا غوثِ اعظم رضؓ کا

نظر اُسکی ہے آنکھیں اُسکی ہیں تقدیر اُسکی ہے | جسے اللہ نے رتبہ دکھایا غوثِ اعظم رضؓ کا

بحمد اللہ کے دربار احمد کی شفاعت کو | ہمیں اچھا وسیلہ ہاتھ آیا غوثِ اعظم رضؓ کا

دیگر

محیطِ فیضِ رحمانی محی الدینؒ جیلانی   تمھارا کون ہے ثانی محی الدینؒ جیلانی

تمھیں ہو خلق کے سرور تمھیں ہادی تمھیں ہیں   تمھیں محبوبِ سبحانی محی الدینؒ جیلانی

شریعت کو کیا تازہ طریقت کو کیا زندہ   مسیحائی ہیں لاثانی محی الدینؒ جیلانی

چراغِ کعبۂ عرفان فروغِ دیدۂ ایمان   امام و قطبِ ربّانی محی الدینؒ جیلانی

بلاشبہہ ہو آئینہ جمالِ کبریائی کا   تمھاری شکلِ نورانی محی الدینؒ جیلانی

پہونچ جاتا ہے سر عرشِ معلّٰی تک جو رکھتا ہو   تمھارے در پہ پیشانی محی الدینؒ جیلانی

تمھارے ہاتھ میں رکھی ہے خلّاقِ دو عالم نے   ہر اک مشکل کی آسانی محی الدینؒ جیلانی

وہ لاکھوں تاجداروں سے ہے بڑھکر جسکو حاصل ہے   تمھارے در کی دربانی محی الدینؒ جیلانی

ازل سے آپ کے حصے مین تا بید الٰہی سے
دو عالم کی ہے سلطانی محی الدین جیلانی

تمھارے اک اشارے سے قلوب خلق پر کیا کیا
کھلے اسرار پنہانی محی الدین جیلانی

ہزارون سینے تمنے بھر دیے علم لدنی سے
زہے تعلیم روحانی محی الدین جیلانی

مدد کا ہے یہی موقع کہ گرداب معاصی مین
مری کشتی ہے طوفانی محی الدین جیلانی

تمھارے چشم و ابرو سے تمھارے روے نیکو سے
ظہور نور ایمانی محی الدین جیلانی

خزانہ تم ہو عرفان کا تمھارا ہر مقولہ ہے
در گنج خدادانی محی الدین جیلانی

جلیل خستہ پر ایسی عنایت ہو کہ محشر مین
نہو اسکو پشیمانی محی الدین جیلانی

رباعی

فرزند ہیں مصطفےٰ کے غوث الاعظمؓ
دلبند ہیں مرتضیٰؓ کے غوث الاعظمؓ

کیوں گردنِ تسلیم نہ خم ہو سب کی
سرتاج ہیں اولیا کے غوث الاعظمؓ

دیگر

دردِ دلِ عالم کے مسیحا ہیں آپ
میرے دلِ بیکس کا سہارا ہیں آپ

اک موجِ توجّہ کی ادھر بھی یا غوثؓ
میں تشنہ جگر فیض کا دریا ہیں آپ

در شانِ خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
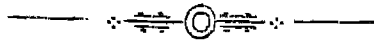
سلطانِ عرب کے نورِ نظر سلطان الہند غریب نواز

ایمان کے شجر عرفان کے ثمر سلطان الہند غریب نواز

اللہ نے رتبہ خاص دیا ولیوں کا تمہیں سرتاج کیا

وہ سب ہیں ستارے تم ہو قمر سلطان الہند غریب نواز

تم قبلۂ جاں تم کعبۂ دیں ہم خاک نشیں تم عرش نشیں

تم دستِ عطا ہم دستِ نگر سلطان الہند غریب نواز

ارشاد ہو اب بندہ پرور یہ فیض و عطا کا چھوڑ کے در
میں جاؤں کہاں میں جاؤں کدھر سلطان الہند غریب نوازؒ

ملجائے مرادِ دلی ورنہ میسر اب ہیں جینا مرنا
چوکھٹ ہے تمہاری اور یہ سلطان الہند غریب نوازؒ

بیچارہ و خستہ و زار ہوں میں تم دیکھ لو سینہ فگار ہوں میں
درکار ہے چارۂ دردِ جگر سلطان الہند غریب نوازؒ

اے خواجہ خلق معین الدین مقبول ہو عرضِ جلیلِ حزین
ہو جائے ادھر بھی ایک نظر سلطان الہند غریب نوازؒ

دیگر

خسروِ ملکِ دین معین الدینؒ — خضرِ راہِ یقین معین الدینؒ

چارہ جوئی کرے کوئی کس سے — چارہ گر ہو تمہیں معین الدینؒ

ہو توجہ کہ ہم غریبوں کا — اور کوئی نہیں معین الدینؒ

سب نے پائی مراد منہ مانگی — رہ گئے اک ہمیں معین الدینؒ

ہوگئی ہے باین فراخی ہائے — تنگ مجھ پر زمیں معین الدینؒ

قربِ مقصود ہو نصیب مجھے — دور ہو غم کہیں معین الدینؒ

آپ کے در کا اک سائل ہے

یہ جلیلِ حزیں معین الدینؒ

دیگر

درِ خواجہ پہ مجھے لیکے مقدر آیا
للّٰہ الحمد کہ پیاسا لبِ کوثر آیا

مین کہان اور یہ دربارِ ضیا بار کہان
اُڑ کے ذرہ طرفِ خسروِ خاور آیا

اور ہدیہ نہ ملا نذر کے قابل مجکو
چشمِ پُر خون دلِ پُر درد کو لیکر آیا

عرضِ حاجت کی مجھے اب کوئی حاجت نہ رہی
مدعا آپ یہ کہتا ہے کہ مین بر آیا

میرِ عثمان علیخان رہین یارب آباد
جنکے ہمراہ ہوا خواہونکا لشکر آیا

یہ نصیب ہے اسی بادشہِ ذیشان کا
حیدر آباد سے اجمیر کُلّر آیا

بارک اللہ عجب بارگہِ عالی ہے
خاکبوسی کیلئے شاہِ فلک فر آیا

واپسی پر یہ کہونگا کہ مرا شاہِ دکن
سفرِ ہند سے منصور و مظفر آیا

روضۂ پاک مین کیا حُسن ہے اللہ اللہ — آنکھ در پر جو پڑی دل مین کے گھر در آیا

دیکھے شوق زیارت کا اسے کہتے ہین — پیشتر ہم سے ہمارا دل مضطر آیا

خوب سوجھی مجھے تدبیر سبکدوشی کی — بوجھ عصیان کا اُٹھائے ہوئے سر پر آیا

چشمۂ فیض سے دنیا ہوئی سیراب جلیل

میرے حصے مین مئے عشق کا ساغر آیا

دیگر

آج قسمت درِ خواجہ پہ مجھے لائی ہے — یہی وہ در ہے جہان لُطفِ جبین سائی ہے

تھا بہت دور مگر کھینچ بلایا مجھکو — جانتے تھے کہ زیارت کا تمنائی ہے

مین نے اجمیر مین جسوقت قدم رکھا ہے — تہنیت کیلئے جنت کی ہوا آئی ہے

مجکو دیکھو قدمِ حضرتِ خواجہؒ دیکھو — آج تو ذرہ و خورشید مین یکجائی ہے

خاکبوسی کو جھکا ہون تو دھڑکتے دل سے — میرے خواجہؒ مرے خواجہؒ کی صدا آئی ہے

شاہِ آصف کی بڑی دولت ہے یہ نصیب — جنکے قدمون سے لگی خلقِ خدا آئی ہے

مرحبا دولتِ دارین لٹانے والے — کسنے اس در سے مراد اپنی نہین پائی ہے

مثلِ پروانہ ہے روضے پہ ہجومِ عشّاق — رہ کے خلوت مین عجب انجمن آرائی ہے

بادشاہون کا بھی دربار نہ دیکھا ایسا — حق نے کیا شان عطا آپکو فرمائی ہے

جرعہ نوشانِ عقیدت کو مزے آتے ہین — جسطرف دیکھئے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

گنبدِ پاک یہ ہے یا کوئی خورشید جمال — جلوہ افروز بصد عشوہ و رعنائی ہے

محو کر دیتی ہے انسان کو تجلّی اسکی — خود تماشا ہے جو روضے کا تماشائی ہے

نذر کے واسطے کچھ اور مرے پاس نہین   صدقے اک درد کا مارا دلِ شیدائی ہے

چاہتا ہون دلِ مُردہ مرا زندہ ہو جا   آپ ہی سے مجھے اُمیدِ مسیحائی ہے

نابلد کوچۂ عرفان سے ہون لیکن پھر بھی   نازِ اسپر ہے کہ حضرت سے شناسائی ہے

کچھ کہے کوئی مگر مین تو کہون گا یہ جلیل

جسکو خواجہ کا نہ سودا ہو وہ سودائی ہے

رباعی

اے خواجۂ خواجگان معین عالم
اے قطب جہان مہر مبین عالم
کیا وصف کرے آپکا ناچیز جلیل
ہین آپ تو فخر بہترین عالم

دیگر

سرسبز ہوا آپ سے باغ عرفان
لاکھون کو کیا مست ایاغ عرفان
ہے یہ اثر گرمی باطن اب تک
ہر بزم مین جلتا ہے چراغ عرفان

تمت بالخیر بتاریخ ۲۵ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۶ ہجری